ہفت روزہ حرمت

اسلام آباد۔کوپن ہیگن

سکھ رہنما کا خالصتان کے تسلیم کرنے، سکھ ہٹ لسٹ پر اظہارِ خیال

راولپنڈی حرمت (اردو) 12-5 اکتوبر 1985 صفحہ 7-13 (لندن میں جلاوطن سکھ رہنما اور خالصتان' کے خودساختہ صدر جگجیت سنگھ چوہان کا حرمت کے ایڈیٹر فیصل زاہد ملک کو انٹرویو

"بلٹ پروف جیکٹ کسی کو بندوق کی گولی سے محفوظ رکھ سکتی ہے لیکن خدا کے قہر سے نہیں"

متن:

سوال۔ خالصتان کے قیام کی تحریک کسی مرحلے میں ہے؟

جواب۔ ملک صاحب! اس وقت ہماری تحریک کافی اگلے مرحلے میں ہے۔ دنیا بھر میں سکھ ذاتی طور پر اس تحریک کی حمایت کے لئے اپنے آپ کو منظم کر رہے ہیں، جبکہ ہم جو اس خالصتان ہاؤس میں بیٹھے ہیں ان تمام تنظیموں کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کا کام کر رہے ہیں۔ ہم نے ہندوستان میں موجود تحریک سے رابطہ قائم کر لیا ہے۔ وہاں کے کم وبیش نوے ((90 فیصد سکھ اس تحریک کی حمایت کرتے ہیں۔ میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ تحریک مضبوط ہو رہی ہے اور پھیل بھی رہی ہے۔

سوال۔ آپ کے خیال میں کیا سردار لنگوال کے قتل سے خالصتان کے قیام کی تحریک، یا ہندوستان میں تحریک جس نے اس اقدام کی مذمت کی، مضبوط ہوئی یا اسے نقصان پہنچا۔

جواب۔ درحقیقت سکھوں کی گذشتہ دوسو سال کی تاریخ میں ہمارے لوگوں نے کبھی غداروں کو سزا نہیں دی۔ غدار ہمیشہ عوام کی سزا اور ان کے غم وغصے سے محفوظ رہے۔ یہ ہماری تاریخ کا پہلا واقعہ ہے کہ سزا کے لئے اقدامات شروع کئے گئے ہیں۔ کسی نے یہ قدم لنگوال کو اس کی غداری کی سزا دینے کے لئے اُٹھایا۔ باالفاظ دیگر سکھوں میں شعور اور غصہ پیدا ہوا ہے۔ یہ انتہائی اہم عنصر ہے۔ عام طور پر لوگ شاید اس کا نوٹس نہ لیتے یا اس کی اہمیت کو نہ سمجھتے۔ آپ کو شاید یاد ہو کہ ایک ہندو راہب نارائین داس نے 1920ء میں دوسو سکھوں کو ننکانہ صاحب میں زندہ جلایا تھا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب آزادی کے لئے گردوارہ تحریک زوروں پر تھی، ایسے وقت ننکانہ صاحب میں سکھوں کا بدترین قتل عام کیا گیا۔ انگریزوں نے ہندو راہب کے ساتھ مل کر یہ ظلم ڈھایا۔ گذشتہ سال نارائن داس جالندھر میں طبعی موت مرا۔ وہ لمبے عرصے تک زندہ رہا لیکن کسی سکھ نے یہ احساس نہ کیا کہ اس نے دوسو سکھوں کا قتل کیا تھا جس کا اس سے انتقام لیا جانا چاہیے۔ یہ پہلی مرتبہ ہوا کہ سکھوں نے ایک غدار لیڈر کو مسترد کیا اور اسے باضابطہ طور پر سزا دی۔ اس لیے اسی بنیادی پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ حوصلہ افزا اقدام ہے۔ یہ سلسلہ اب شروع ہو گیا ہے۔ ہماری تحریک پہلے ہی انتہائی مضبوط ہے۔ یہ صرف غداروں کے لئے شکست ہے جو بھارتی حکومت کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔

سوال۔ کسی ہندوستانی اخبار نے لکھا ہے کہ لنگوال کے قتل کی سازش لندن میں آپ کی نگرانی میں تیار ہوئی؟

جواب۔ وہ تو ہمیشہ ایسے الزامات لگاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے گذشتہ سال بھی اپنے موقف کی آپ کے سامنے وضاحت کی تھی۔ میں انتہائی عمر رسیدہ پُرامن شخص ہوں۔ میرا جوش وخروش جوانوں والا ہے نہ ہی میں تشدد کی سیاست پر یقین رکھتا ہوں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایک یا دو افراد کی موت سے سیاست کا دھارا تبدیل ہو جائے گا۔ سیاست کا رُخ تبدیل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ عوامی رائے عامہ اور اخبارات کو متحرک

کرنے کے لئے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا جائے۔ضروری ہے کہ ایسے موثر طریقے سے بار بار کیا جائے۔ایسے الزامات کا مقصد لندن حکومت کو دباؤ میں لانا ہے تا کہ وہ جلاوطن قیادت پر پابندیاں عائد کرے، یا اسے ملک بدر کردے۔اس لئے جب بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس کی ہدایت لندن سے دی گئی۔پہلی مرتبہ اندرا گاندھی کے قتل کے موقع پر بھی یہ کہا گیا تھا کہ میں ہی اس کے پیچھے ہوں۔

سوال۔ تاہم آپ نے مجھے بتایا تھا کہ وہ 1985 کا دن نہیں دیکھ سکے گا اور آپ کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔

جواب۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ سکھ ان غدار اکالی لیڈروں کو معاف نہیں کریں گے۔جن کے بارے میں آپ بات کر رہے ہیں میں ولی ہونے کا دعویٰ تو نہیں کرتا لیکن یہ تاریخ اور حالات حاضرہ کے مطالعے سے میرا اندازہ ہے۔

سوال۔ میں نے ایک اخبار میں پڑھا ہے کہ بھارتی حکومت نے کانگریس (آئی) کے ملازمین میں اسلحہ تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے تا کہ ضرورت پڑنے پر وہ بھی فوج اور پولیس کے علاوہ لڑائی میں شامل ہوسکیں۔

جواب۔ نہ صرف کانگریس (آئی) بلکہ جن سنگھ، بلکہ پنجاب میں تمام ہندوؤں کو بڑے پیمانے پر اسلحہ اور اسلحہ کے لائسنز دیئے جارہے ہیں جبکہ سکھوں سے قانونی طور پر حاصل کیا گیا اسلحہ بھی ضبط کیا جارہا ہے، اور ان کے لائسنز منسوخ کئے جارہے ہیں۔اس وجہ سے ہندو حکمرانوں کے عزائم، ان کے ہتھیار ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ہمیں اپنے آپ پر یقین ہے۔ہندو شہروں میں رہتے ہیں جبکہ سکھ دیہاتوں میں۔اس وجہ سے وہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔زیادہ سے زیادہ وہ شہروں میں اپنا دفاع کرسکتے ہیں۔پھر بھی بھارتی حکومت اس پالیسی پر گامزن ہے۔ آپ کی معلومات صحیح ہیں۔

سوال۔ حال ہی میں یہ بھی شائع ہوا ہے کہ سکھ قیادت نے کہا ہے کہ جو کوئی بھی انتخاب میں حصہ لے گا وہ سکھ قوم کا غدار ہوگا۔اس بارے میں آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

جواب۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی سودے بازی سکھوں کے ساتھ غداری اور دھوکہ دہی ہے۔یہ اس قسم کا پہلا واقعہ نہیں ہے، آپ تاریخ پر نظر دوڑا سکتے ہیں۔غداروں کے فراڈ کی وجہ سے سکھوں کو 1920 اور 1948 کی تحاریک میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔1920ء میں جب سکھ اپنے گردواروں کی آزدی کے لئے لڑ رہے تھے تو بیرسٹر قسم کے سکھ لیڈروں نے بھی انگریز کے ساتھ اتحاد کے بعد ایک گردوارہ کمیٹی بنائی۔انہوں نے اعلان کیا کہ سکھ اور اکالی دل کو صرف مذہبی معاملات تک محدود رکھیں گے اور سیاست میں حصہ نہیں لیں گے۔یہ سب کچھ سکھوں کے ساتھ دھوکہ تھا۔اسی لیے جب قائداعظمؒ نے 1947ء میں ایک تجویز دی تو اسے مسترد کر دیا گیا۔

اگر اس کا گہرائی میں تجزیہ کیا جائے تو اس کے پیچھے یہی لیڈر شپ کام کر رہی تھی۔اس لیڈر شپ کو ہندوؤں نے گھیر رکھا تھا یا یہ اس مقصد کے لئے سکھ تنظیموں میں داخل ہوگئی تھی۔ہندوؤں کی حامی اس لیڈر شپ نے معاہدہ نہ ہونے دیا۔آزادی کے بعد بھی کانگریس کے اقتدار کے دوران سکھ لیڈر شپ نے ہندو حکمرانوں کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے اپنی قوم کو دھوکہ دیا۔اب بھی ان لیڈروں نے ایسا ہی سوچ رکھا ہے۔ تاہم وہ وقت کی ضرورت کا احساس کرنے سے قاصر ہیں۔اُن کا خیال تھا کہ اب بھی وہ سرِ عام یہ اعلان کرسکتے ہیں کہ وہ فاتح ہیں۔اس مرتبہ نوجوان اور دانا طبقہ پوری طرح تیار ہے اور وہ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ اتنی بڑی جدوجہد کے بعد وہ ہر حال میں کچھ حاصل کریں گے اور انہیں ماضی کی طرح سبز باغ نہیں دیکھایا جاسکتا۔

سوال۔ مشرقی پنجاب میں اکالی دل کی کامیابی کے بارے میں آپ کا کیا نقطہ نظر ہے؟

جواب۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے اب ہندوستان کے جمہوری دعوؤں کو بے نقاب کر دیا ہے۔کانگریس کو مسترد کر کے سکھوں نے یہ ثابت کر دیا

ہے کہ انہیں مزید دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔ باالفاظِ دیگر انہوں نے ہندوؤں کے تسلط اور برتری کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ ادراک ہمارے نصب العین اور مقاصد سے قریب تر ہے۔ میں یہاں ایک اور عنصر کی نشاندہی کروں گا۔ ساٹھ فیصد ووٹوں کا ڈلنا، جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں، اس وجہ سے دخل اندازی اور ہنگامہ آرائی روکنے کے لئے ریاست میں ایک لاکھ نیم فوجی اور پولیس دستے تعینات کیے گئے۔ آپ خود اندازہ لگاسکتے ہیں کہ جب ایک لاکھ اہلکار بلائے جائیں گے تو کیا ہوگا۔

سوال۔ آپ کی تحریک اس سے کیا فائدہ اُٹھائے گی؟

جواب۔ میں ایک چیز کی خاص طور پر نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ آزادی کی جدوجہد میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔ دشمن اور مخالف کو شکست دینے کے لئے بہت سے حربے اور چالیں بروئے کار لائی جاتی ہیں۔ بہرحال اکالی دل بھی تو سکھ ہی ہیں۔ ان لوگوں نے دربار صاحب میں ہندوؤں کی طرف سے سکھ خواتین کے ساتھ ظلم و زیادتی کو یقیناً نہیں بھلایا ہوگا۔

سوال۔ کیا اکالی دل کی کامیابی کو آپ ہی کی ایک حکمت عملی سمجھا جاسکتا ہے؟

جواب۔ میرا خیال ہے کہ میں پہلے ہی اپنا مطلب واضح کرچکا ہوں، اب صرف وقت ہی ثابت کرے گا کہ اصل سچائی کیا ہے۔ ہماری حکمت عملی میں کسی بھی اقدام کو شامل کیا جاسکتا ہے۔

سوال۔ سردار صاحب! کیا آپ کے خیال میں اس مرحلے پر بھارتی صدر سردار ذیل سنگھ ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان تنازع کو ختم کرنے کے لئے کوئی اہم کردار ادا کرسکتے ہیں؟

جواب۔ اس وقت کانگریس میں کام کرنے والے سکھوں میں ایک بھی معتدل شخص باقی نہیں رہا۔ وہ ایک طرح کے ذہنی غلاموں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اگر اُن میں کوئی حیا ہوتی تو وہ اسی دن استعفے دے دیتے جس دن دربار صاحب پر حملہ ہوا تھا یا صدارت اُسی دن چھوڑ دیتے جس دن دہلی میں سکھوں کا قتل عام ہوا۔ اس طرح وہ اپنی بداخلاقی کا اسیر اور غلام ہے۔ میری اطلاع کے مطابق انہیں علیحدگی میں رکھا گیا ہے۔ وہ کسی سے بات نہیں کرسکتا۔ اس کی حفاظت پر مامور تمام سکھ محافظ تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے سٹاف میں شامل دو یا تین مشیروں کو بھی برطرف کر دیا گیا ہے۔ ایک طرح سے وہ سرخ پتھروں کی دیواروں کے پیچھے قیدی ہے۔ اس بیچارے کا ضمیر تو پہلے ہی کمزور تھا وقت کی مجبوریوں نے اس میں بچے کھچے ضمیر کو بھی تباہ کر دیا۔ اگر وہ کچھ کہنا چاہے بھی تو اسے زبان پر نہیں لاسکتا۔

سوال۔ کہا جاتا ہے کہ سکھوں نے ایک ہٹ لسٹ بنالی ہے۔ آپ کی معلومات کے مطابق اس لسٹ میں کون لوگ شامل ہیں؟

جواب۔ میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ سکھ ان تمام لوگوں سے انتقام لیں گے جنہوں نے گناہ کئے اور جو ظلم و ستم میں شامل رہے۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ اس لسٹ میں کون شامل ہے، میں آپ کو دو کتابیں دوں گا جو انسانی حقوق کی تنظیموں کی وہاں ہونے والی تحقیقات پر مبنی ہیں۔ میرے نقطے کو آپ ایک طرف رکھ دیں، آپ پہلے ہی سے پنجاب کی ثقافت کے بارے میں جانتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی عدالت کسی قاتل کو کسی تکنیکی نزاکت پر رہا کر دے تو لوگ قتل کے انتقام تک اس کے گھر کھانا نہیں کھاتے۔ وہ اس نفسیاتی نکتے کو نہیں سمجھتے۔ اس لیے لوگ انتقام لینے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اس بات سے قطع نظر کہ ظالم راجیو گاندی ہے یا کوئی اسے سزا ضرور دی جائے گی۔ یہ میری پیش گوئی ہے کہ 1986ء راجیو گاندہی کی زندگی کا آخری سال ہوگا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں اس کے خلاف کچھ کروں گا، جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ میں تشدد پر یقین نہیں رکھتا۔ دوسری صورت یہ بھی ہے کہ ضعیف العمر ہوں۔ مزید برآں تشدد مزید تشدد کا سبب بنتا ہے، میں حالات و واقعات کے مطالعے کے بعد یہ کہہ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ سکھ دہلی میں ہونے والے قتل عام کا بدلہ لیں گے۔ سکھ ایک ایسی قوم ہیں جسے اپنی عزت کا گہرا

احساس ہے۔

سوال۔ آج ہی یہ خبر چھپی ہے کہ ہندوستان نے پاکستان کے ساتھ اپنی سرحد بند کردی ہے اور اس نے پاکستان پر انتشار انگیز کارروائیوں میں مدد کا الزام لگایا ہے؟

جواب۔ ملک صاحب! سچ تو یہ ہے کہ ہندوستان نے کبھی بھی پاکستان کے وجود کو قبول نہیں کیا۔ انہیں یقین ہے کہ وہ ایک دفعہ پھر اسے ہندوستان کا حصہ بنالیں گے۔ اُنہیں یہ بھی یقین ہے کہ وہ ہندوستان کی تمام اقلیتوں کو ہندو بنا دیں گے۔ اس طرح وہ ہندوؤں کے ہندوستان کا خواب پورا کرلیں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے مفکر بے وقوفوں کی جنت میں رہ رہے ہیں۔ یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ وہ یوں خطے میں بے سود کشیدگی اور افراتفری کو بڑھا رہے ہیں، حالانکہ ہندوستان پاکستان کے مقابلے میں تین گنا طاقتور ہے۔ اس کے پاس اتنے وسیع ذرائع اور وسائل ہیں۔ یہ تمام ہتھیار تیار کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ امریکہ، سوویت یونین، برطانیہ، فرانس اور تمام دوسرے ممالک سے جدید ترین ہتھیار خرید رہا ہے۔ تاہم وہ بعض اوقات پاکستان کے خلاف سکھوں کی مدد کا بعض اوقات ایٹم بنانے کے حوالے سے شور وغوغا کرتے ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان کا مقابلہ ایک بھیڑیے اور بھیڑیے کے بچے کی طرح ہے۔ بھیڑیا (ہندوستان) بھیڑ کے بچے (پاکستان) کو اپنا نوالہ بنانا چاہتا ہے۔ بھڑیا کہتا ہے تم نے دو ماہ (سال) قبل مجھے گالی دی تھی۔ بھیڑ کا بچہ کہتا ہے اچھا جناب لیکن میں تو صرف ڈیڑھ سال کا ہوں۔ بھڑیا کہتا ہے۔ پھر وہ یقینا تمہارا والد تھا۔ بالکل اسطرح ہندوستان بھی پاکستان پر کسی نہ کسی طرح الزام تراشی کرتا ہے۔ پہلے اس نے گولڈن ٹمپل پر اس دعوے کے ساتھ حملہ کیا کہ سنت جرنیل سنگھ نے اِسے شرانگریز سرگرمیوں کا مرکز بنایا ہوا ہے۔ اب کچھ دنوں سے یہ نیا خیال ظاہر کررہا ہے کہ پاکستان لمبی داڑھی اور لمبے بال لگا کر اس ساری خرابی میں ملوث ہے۔ باالفاظ دیگر اس طرح کی لغو اور بکواس چیزیں گھڑی جاتی ہیں تاکہ پاکستان کے خلاف عالمی رائے عامہ کو گمراہ اور ہندوستانیوں میں پاکستان کے خلاف انتقام کے جذبے کو بھڑکایا جاسکے۔ اس کا سب سے بڑا ہدف سکھ تحریک کو کمزور کرنا ہے۔ تاہم وہ یہ تاثر دینے کے خواہش رکھتے ہیں کہ سکھ پہلے ہی اُن کے ساتھ ہیں اور ہر طرف امن ہی امن ہے۔ پاکستان کی شرانگیزی کے علاوہ چین ہی چین ہے۔ اس لیے وہ کسی نہ کسی بہانے فوج کو سرحد پر لگا رہا ہے۔ ماضی میں صرف نیم فوجی دستوں کو سرحدوں پر لگایا جاتا تھا۔ کبھی آپ نے پوری سرحد پر فوج کی تعیناتی دیکھی؟ آج جموں سے گجرات تک ہر طرف فوج ہے۔

سوال۔ اس کی وجہ کیا وجہ ہے؟

جواب۔ جس نے پہلے ہی وجہ بیان کردی ہے کہ اُن کی نیت میں فتور ہے۔ وہ سرحد سیل کرنے کا صرف بہانا بنا رہے ہیں، لیکن حقیقت میں یہ اقدام پاکستان پر حملے کی تیاری کا حصہ ہے۔ یہ بھارتی حکومت کے پاکستان کے خلاف عزائم کا حصہ ہے۔ اگر پاکستان کے حکمرانوں نے وقت کی نزاکت کو نہ سمجھا اور جرات مندی اور حوصلے سے جواب نہ دیا تو اس کے سنگین نتائج ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ موزوں وقت ہے کہ پاکستان سکھوں کے ساتھ اپنے اتحاد کا خاص کر اعلان کرے کیونکہ اسلام اور سکھ مذہب ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ دونوں کو اس خطے میں اتحاد قائم کرنا اور اسے مزید فروغ دینا چاہیے۔ مسلمان اس وقت پوپ پال سے ملاقات کرنے والے ہیں جو کہ ایک اچھا اور نیک اقدام ہے۔ خدا پر یقین رکھتے ہیں تمام لوگوں کو متحد کیا جانا چاہیے۔ اس لیے اس مقصد کے لئے پاکستان کے مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کو آگے آنا اور پہلا قدم اُٹھانا چاہیے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے موجودہ موزوں وقت کو ضائع نہیں کیا جانا چاہیے۔

سوال۔ میں نے یہاں لندن میں ایک انتہائی قابل بھروسہ شخصیت سے سُنا کہ بھارت نے آپ سے رابطہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر سکھ پاکستان کے کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنے میں تعاون کریں تو بھارتی آپ کے ساتھ باہمی مفاہمت کے لئے تیار ہیں۔ اس خبر میں کتنی صداقت ہے؟

جواب۔ میرے پاس کوئی ہندو نہیں آیا۔تاہم ان کا بھیجا گیا ایک گورا یہاں آیا۔اس نے مجھ سے اپنا تعارف بھی نہیں کرایا۔تاہم اس نے بالکل وہی بات کی جو آپ مجھے بتا رہے ہیں۔اس نے تجویز دی کہ اگر ہم سکھ کمانڈو ایکشن کے لئے اُنہیں اپنے لوگ دیں اور تعاون کریں تو ہندوستان کے ساتھ ہمارے معاملات درست ہو سکتے ہیں۔اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ یہ سب کچھ انتہائی قابلِ اعتبار اور بااختیار لوگوں کی تجویز پر کہہ رہا ہے۔اب یہ بالکل واضح ہے کہ ہندوستان پاکستان کے ایٹمی مرکز کے بارے میں اپنے عزائم میں پوری طرح سنجیدہ ہے۔

سوال۔ گویا آپ کے پاس ایسی معلومات ہیں کہ ہندوستان پاکستان کے ایٹمی مراکز کو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

جواب۔ اب یہ صرف معلومات کا مسئلہ ہی نہیں۔ ہندوستان کے عزائم اب پوری طرح آشکار ہیں اور اس مسئلہ پر اسرائیل کے ساتھ اس کا تعاون پہلے ہی لیک ہو چکا ہے۔ ہندوستان اس اقدام سے دو مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پہلا پاکستان کو تباہ کرنا اور دوسرا سکھوں کو نیست و نابود کرنا۔مزید براں اس سے اسے اپنے عوام کی توجہ اندرونی مسائل سے ہٹانے کا مقصد بھی حاصل ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت راجیو گاندھی اپنی قیادت کو مضبوط کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گا۔ اس وقت ہندوستان، سوویت یونین اور افغانستان پوری طرح متحد ہیں۔ ہندوؤں کے اس نمائندے نے یہ بھی کہا کہ اس وقت افغانستان سے یہ حملہ کرنا آسان تر ہے۔اس نے یہ بھی کہا کہ اگر دوسری سرحد سے پاکستان میں آدمی بھیجے جائیں تو اس کام کو پائیہ تکمیل تک پہنچانا اور بھی آسان ہوگا۔اس نے اور بھی بہت سی باتیں کیں۔میری رائے میں کہ کہوٹہ کو تباہ کرنے کے لئے چاروں اطراف سے کوششیں کی جا رہی ہیں، خواہ یہ حملہ افغانستان سے ہو یا ہوا سے۔

سوال۔ افغان مسئلہ کے حوالے سے آپ بھارتی لیڈرشپ کی پالیسی کو کس طرح دیکھتے ہیں؟ آج سوویت یونین کی افغانستان میں آمد صرف تجارت تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کی عالمگیر پالیسی کامیاب ہے اور اس نے برصغیر میں اپنے پاؤں مضبوط کر لیے ہیں اور یہ بھی ہے کہ اس وقت صرف پاکستان ہی کسی حد تک اس کو روک رہا ہے اور ہندوستان کے عزائم بھی پاکستان مخالف ہیں۔اس لیے اگر یہ تیسرے ملک افغانستان میں اپنے پاؤں مضبوطی سے جما لیتا ہے تو پھر پاکستان کی طرف بڑھتا ہے تو یہ ممکنہ طور پر دلی کی طرف بھی بڑھے گا۔ بھارتی لیڈرشپ اس صورتحال کو کیوں نہیں سمجھتی؟

جواب۔ سوویت یونین کا اصل ہدف پاکستان نہیں بلکہ صرف ہندوستان ہے۔سوویت یونین کی غذائی اور گندم کے مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ وہ برصغیر پاکستان اور بھارت دونوں پر قبضہ کرے۔ اس طرح باقی دنیا تک سمندر کے راستے اس کی رسائی محفوظ ہوگی۔ اگر سوویت یونین پاکستان اور ہندوستان دونوں کو کنٹرول کرتا ہے اور اس وقت وہ دراصل ہندوستان میں ایک قابض فوج کی تمام سہولتیں حاصل کئے ہوئے ہے اور صرف پاکستان ہی رکاوٹ ہے۔صرف گندم کا یہ مسئلہ کسی اور کے لیے بھی حل کرنا ہے۔ یہ ایک سیدھی سادی حقیقت ہے، اس میں کوئی الجھاؤ نہیں۔

سوال۔ ڈاکٹر صاحب! کیا اب تک کسی بین الاقوامی ایجنسی یا ملک نے خالصتان کی حکومت کو تسلیم کیا ہے؟

جواب۔ ابھی تک ہمیں کسی نے تسلیم نہیں کیا۔تاہم سکھوں کے لئے اکواڈور اور جنوبی امریکہ میں کافی ممکنات ہیں۔ اگرچہ ہندوستان نے غیر جانبدار ممالک کے ایک گروپ کے ذریعے جنوبی امریکہ میں کافی ہنگامہ کھڑا کیا۔اکواڈور میں ہندوستان نے پہلے ہی اپنا سفارتخانہ قائم کر دیا ہے۔اکواڈور کے صدر یہاں آئے اور اب بھی ہمارا ایک وفد وہاں ہے، تسلیم کرانے کے علاوہ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ سکھو کو زراعت اور تجارت کے شعبے میں کئی ممالک میں بسایا جائے۔اس حوالے سے ہمارے لئے روشن مواقع ہیں۔اس بارے میں میں مزید تفصیل میں نہیں جا سکتا لیکن آپ جلد ہی کوئی خبر سنیں گے۔اس وقت ہم برازیل اور اکواڈور پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں۔ جہاں تک خالصتان کو تسلیم کئے جانے کا

سوال ہے، پاکستان ہمیں تسلیم کرنے والا پہلا ملک ہونا چاہیے، کیونکہ یہ طویل اور قلیل مدتی فطری اتحاد ہے۔ یہ پہلے ہی ہو جانا چاہیے تھا، بالکل اسی طرح جس طرح بھارت بنگلہ دیش کی جلاوطن حکومت کو تسلیم کرنے والا پہلا ملک تھا حالانکہ جلاوطن حکومت کلکتہ کے ایک ہوٹل کے کمرے میں تھی۔ بھارت نے نہ صرف اس کو امداد دی بلکہ اپنی افواج بھی بھیجی۔ میرا پختہ یقین ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ پاکستان جرأت دکھائے اور خالصتان کو تسلیم کرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ باقی مسلم ممالک بھی پاکستان کی پیروی کریں گے۔ وہ پاکستان کی بات سُنیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ باقی دنیا کے مقابلے میں ہمیں پڑوسی پاکستان سے امیدیں ہیں کیونکہ ہم ثقافتی اور مذہبی لحاظ سے اس سے قریب ہیں۔ اگر پاکستان نے ایک دفعہ ہمیں تسلیم کر لیا تو دروازہ کھل جائے گا۔ بہر حال ہمیں جہاں بھی موقع ملتا ہے ہم تجارتی اور زرعی تعلقات قائم کر رہے ہیں۔ اکواڈور واحد ملک ہے جس نے ہمارے ساتھ اظہار ہمدردی کیا ہے۔

سوال۔ جہاں تک پاکستان کی پالیسی کا تعلق ہے ہم دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت پر یقین نہیں رکھتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر پاکستان آپ کو تسلیم کرتا ہے تو ہندوستان کو پاکستان کے خلاف اقدام کا جواز مل جائے گا۔ یہ اقدام سکھوں کی تحریک کے لئے زہر قاتل ثابت ہوگا کیونکہ وہ اب تک یہ کہتے ہیں کہ خالصتان کے لوگ غدار وطن ہیں۔ اگر پاکستان آپ کی حمایت کرے تو ان کا دعویٰ درست ثابت ہوگا؟

جواب۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ یہ بھی ایک مرحلہ تھا۔ میری رائے میں پاکستان نے انتہائی تحمل کا مظاہرہ کیا ہے۔ اشتعال اور الزامات کے باوجود پاکستان نے سکھوں کے لئے کسی امداد کی منظوری نہیں دی۔ اس نے بین الاقوامی قانون اور اقدار کی بھرپور پاسداری کی۔ اس کے باوجود، آپ دیکھتے ہیں کہ، پاکستان کے خلاف ہر قسم کے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ اس معاملے میں سچ یہ ہے کہ بھارت کی جارحانہ پالیسی تو اب شروع ہوئی ہے۔ فطری طور پر آپ کو جواب دینا ہے۔ اگر آپ مناسب انداز میں جواب نہیں دیتے تو پھر ہر کسی کو نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

سوال۔ راجیو گاندھی نے بلٹ پروف خانے میں کھڑے ہو کر عوام سے خطاب کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ آپ کے خیال میں اُسے کس کا خوف ہے؟

جواب۔ دراصل وہ صرف سکھوں سے ہی خوف زدہ ہے۔ لیکن آج انہوں نے ایک اور بہانا بنایا ہے کہ پاکستانی لمبی داڑھیوں کے ساتھ ظاہر ہو رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا اندرونی خوف ہے بالکل اسی طرح جس طرح ایک انسان کے گناہ اسے اندر سے ڈراتے ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ اس نے ہزاروں معصوم لوگوں کے قتل کا حکم دیا۔ سکھ اس کو اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک اس کے گناہ کی تلافی، معافی، یا سزا نہیں ہو جاتی۔ مجھے ایسا کہنے میں کوئی ڈر محسوس نہیں ہو رہا۔ تاریخ گواہ ہے کہ سکھوں نے ہمیشہ انتقام لیا۔ الگ بات ہے کہ کسی اقدام پر عملدرآمد میں وقت لگتا ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ ابھی مزید کتنا ظلم کیا جائے گا۔ کوئی ایک بھی گھر ایسا نہیں جہاں سے کوئی فرد جیل نہ گیا ہو۔ کوئی جوان شخص شاپنگ سنٹر میں گھوم پھر نہیں سکتا۔ کوئی موٹر سائیکل پر سواری نہیں کر سکتا۔ ایک وکیل نے مجھے بتایا کہ ہماری طرف سے کتاب کھولنے سے پہلے ہی ایک سکھ کا کیس خارج کر دیا گیا۔ جب عدلیہ اتنی بدعنوان ہو جائے تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ نتائج کس طرح کے ہوں گے۔ سکھ یقیناً اپنے حقوق کے لئے لڑیں گے۔ یہ میرا اپنا خیال ہے۔ برائے مہربانی میری بات یاد رکھیں کہ راجیو گاندھی جتنی مرضی بلٹ پروف جیکٹس پہن لے۔ یہ بلٹ پروف جیکٹس اور بلٹ پروف اسٹیج اس کو اس وقت تک نہیں بچا سکے، جب تک وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرے اور ان کے لئے معافی مانگے۔ صرف خدا ہی اسے سزا دے گا۔ وہ بیماری یا حادثے کی صورت میں کیا کرے گا؟ ایک بلٹ پروف چیز اسے صرف گولی سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

یہ اس کو خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکی۔ جب انسانی انصاف ناکام ہوتا ہے تو خدا کا انصاف اس کی جگہ لیتا ہے۔

سوال۔ ہندوستان کے تمام ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات ایسے ہیں جیسے ایک عالمی طاقت کے چھوٹے ممالک کے ساتھ ہوتے ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس وجہ سے ہندوستان کے پڑوسی ممالک کے ساتھ تعلقات خراب ہو رہے ہیں؟

جواب۔ بالکل ایسا ہی ہے۔ مجھے بنگلہ دیش سے اپنے انتہائی قابلِ بھروسہ ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ ہندوستان اب جنرل ارشاد سے ناراض ہے۔ یہ گنگا کے پانیوں، مہاجرین اور سرحد پر خاردار تار لگانے کے مسائل پر ہے۔ آپ نے یہ پڑھا ہوگا شاید اسی وجہ سے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھاری مقدار میں ہتھیار ملے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ ہتھیار کہاں سے آئے۔ ہندوستان منظم منصوبہ بندی کے تحت یہ ہتھیار بھیج رہا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق ہندوستان وہاں جلد ہی مداخلت کرے گا۔ اس مقصد کے لئے ایسے سیاسی عناصر کو استعمال کیا جائے گا جن کے خیالات ہندوستان اور سوویت یونین سے ہم آہنگ ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جنرل ارشاد نے اپنی کابینہ میں ایسے لوگ تعینات کئے ہیں جو اپنے مفادات کا خیال رکھنے میں مشہور ہیں۔ اس وقت قادر صدیقی کی قیادت میں ایک ہزار لوگوں کو تربیت دی جا رہی ہے۔ انہیں مسلح کیا جا رہا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ہندوستان کی باقاعدہ فوج ان کا ساتھ دے۔ اس مقصد کے لئے شیخ مجیب الرحمن کی صاحبزادی حسینہ واجد پہلے ہی ماحول ہموار کر رہی ہے۔ وہاں کافی حد تک سیاسی کشیدگی ہے جس کا بہانہ بنا کر ہندوستان وہاں فوجی مداخلت کرے گا۔ یہ جنرل ارشاد کے خلاف بغاوت کرائے گا۔ نیپال کے ساتھ بھی ایسی ہی صورت حال ہے۔ نیپال کی حزبِ اختلاف کی جماعتوں کے دفاتر باقاعدہ طور پر پٹنہ اور لکھنؤ میں قائم کئے گئے ہیں۔ نیپال کو بھی ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے۔ سری لنکا کے ساتھ بھی اُن کا رویہ ایسا ہے۔ بالآخر پاکستان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے گا۔ چونکہ پاکستان ہندوستان کے دوسرے ہمسائیہ ممالک سے زیادہ طاقتور ہے۔ میں پاکستانی سیاست دانوں کو نصیحت کروں گا کہ وہ تمام چھوڑے ممالک کو متحد کریں اور جنوبی ایشیاء کی چھوٹی اقوام کی تنظیم بنائیں۔ پاکستان کو اس کا لیڈر ہونا چاہیے۔ یہ ایک فراخدلانہ سیاسی کارنامہ ہوگا۔ اس سے اسلامی دنیا بھی مضبوط ہوگی جبکہ دوسری اقلیتوں کو حوصلہ ملے گا۔ اس کام کے لئے یہ مناسب وقت ہے بشرطیکہ پاکستان متحرک کردار ادا کرنے کا حوصلہ دکھائے۔

سوال۔ حال ہی میں آپ نے حکومت پاکستان کو ایک درخواست بھیجی ہے کہ آپ کو ننکانہ صاحب جانے کی اجازت دی جائے لیکن اسے مسترد کر دیا گیا۔ کیا اب بھی آپ ننکانہ یاترا کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جواب۔ ملک صاحب! گذشتہ چھ ماہ سے میں بہت بیمار ہوں ورنہ جیسا کہ مقولہ ہے کہ ایک ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہوتا ہے۔ جب آدمی مشکل میں ہوتا ہے تو وہ اپنے آقا کے سامنے فریاد کرتا ہے۔ میں نے اپنی بیماری کے دوران ایسا ہی کرنے کا عزم کیا کہ میں ننکانہ صاحب یاترا کے لئے جاؤں گا اور اُن بزرگ کو خراج عقیدت پیش کروں گا۔ اسی لئے میں نے پاکستانی سفارتخانے کو پھر ایک درخواست بھجوائی ہے کہ گرونانک کے جنم دن پر وہاں جانے والے یاتریوں میں مجھے بھی شامل کیا جائے کیونکہ ان دنوں ویزے آسانی کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ دوسرے وہاں جانے والوں کے کوئی دوسرے عزائم نہیں ہوتے۔ اگر اُن دنوں مجھے اجازت مل گئی تو اس فرض کی ادائیگی کر سکوں گا جو اللہ کی طرف سے میرے ذمے ہے۔ میری یاترا کی خواہش شدید ہے۔ اب یہ حکومت پاکستان پر ہے کہ وہ مجھے اجازت دیتی ہے یا نہیں۔

☆☆☆